قحط کی قیمت کا سفر

تحقیق و تحریر: دانیال ندیم

پیشکش: سوک فریمز

تعاون: منارہ پالیسی اینڈ پریکٹس

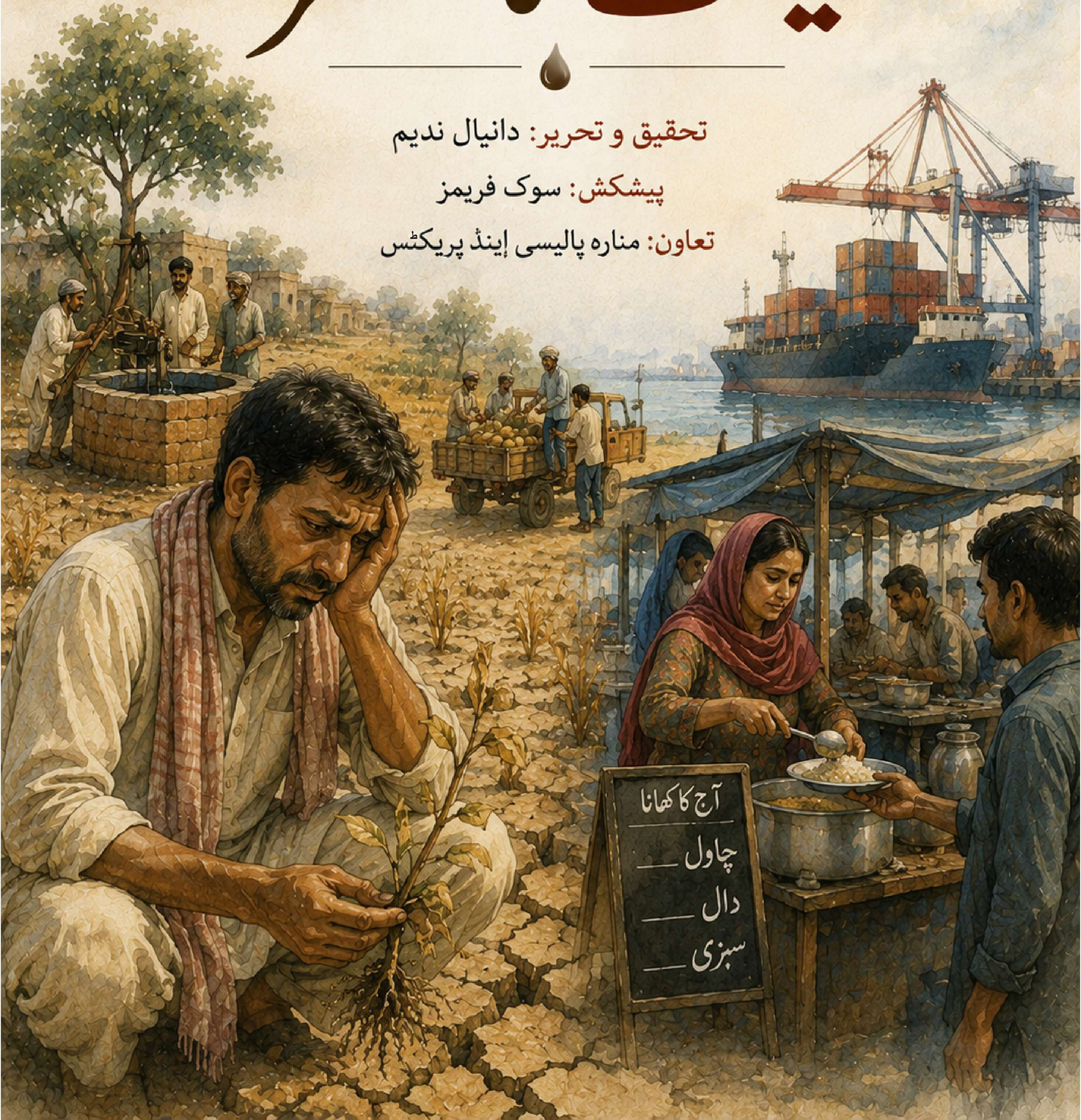

راجو نے اس سال آسمان کو اتنی بار دیکھا تھا کہ اب وہ بادلوں کی صورتیں بھی پہچاننے لگا تھا۔ کچھ بادل دور سے بھرے ہوئے دکھائی دیتے، مگر گاؤں کے اوپر پہنچتے پہنچتے ہلکے پڑ جاتے۔ کچھ چند لمحوں کے لیے دھوپ کو ڈھانپتے اور ایک بوند برسائے بغیر آگے نکل جاتے۔

اس کا گاؤں وسطی بھارت کے ایک زرعی علاقے میں تھا، جہاں بیشتر کھیت بارش کے سہارے آباد ہوتے تھے۔ راجو کے پاس تین ایکڑ زمین تھی۔ پچھلی فصل معمولی ہوئی تھی، اس لیے اس نے نئے موسم کے لیے بیج اور کھاد ادھار خریدے تھے۔ قرض اتارنے کے لیے اس بار اچھی پیداوار ضروری تھی۔

مگر جولائی کے آخر تک مٹی میں دراڑیں پڑ چکی تھیں۔

راجو ہر صبح کھیت میں جاتا، کسی پودے کو جڑ سمیت نکالتا اور مٹی کی نمی دیکھ کر خاموشی سے واپس آ جاتا۔ اس کی بیوی میرا زیادہ سوال نہ کرتی۔ اسے معلوم تھا کہ بعض خدشات کو زبان دے دی جائے تو وہ حقیقت سے بھی زیادہ بھاری ہو جاتے ہیں۔

ایک دن ان کے بیٹے انیل نے پوچھا، "ابا، کنویں سے پانی کیوں نہیں دیتے؟"

راجو نے خشک پودوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، "کنویں میں اتنا پانی نہیں کہ ساری فصل بچ جائے۔ دو مرتبہ پانی دینے سے پودے چند دن اور زندہ رہیں گے، مگر قرض مزید بڑھ جائے گا۔"

گاؤں کے بڑے کسانوں نے گہرے کنوؤں سے پمپ چلانا شروع کر دیے۔ ان کے کھیتوں تک پانی پہنچ رہا تھا، مگر چھوٹے کسان انتظار کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ کچھ نے دوبارہ بیج ڈالا، کچھ نے آدھا کھیت چھوڑ دیا۔

چند ہفتے بعد منڈی کا تاجر گاؤں آیا۔ اس نے راجو کی کمزور فصل پر ایک نگاہ ڈالی اور معمول سے کم قیمت کی پیش کش کی۔

راجو نے حیرت سے پوچھا، "فصل کم ہے تو قیمت زیادہ ہونی چاہیے۔"

تاجر نے کہا، "ابھی لوگ پچھلے موسم کا اناج بیچ رہے ہیں۔ چند ماہ بعد جب بازار میں کمی ہوگی تو قیمت بڑھے گی، مگر تب تمہارے پاس بیچنے کے لیے کیا بچے گا؟"

راجو کو پہلی بار احساس ہوا کہ اناج مہنگا ہونے کا فائدہ ہمیشہ اس کسان کو نہیں پہنچتا جس کی فصل سوکھ گئی ہو۔

اسی دوران ہزاروں میل دور، سمندر کے کنارے آباد ایک شہر میں عائشہ کھانے کا چھوٹا سا ٹھیلا چلاتی تھی۔ وہ مزدوروں اور بندرگاہ کے ملازمین کو چاول، دال اور سبزی کی سادہ پلیٹ فروخت کرتی تھی۔

ایک صبح تھوک فروش نے چاول کی بوری کی نئی قیمت بتائی تو عائشہ چونک گئی۔

"ایک ہی ہفتے میں اتنی مہنگی کیسے ہوگئی؟"

"فصل کی خبریں اچھی نہیں،" تاجر نے کہا۔ "بارش کم ہوئی ہے۔ بڑے خریدار ابھی سے زیادہ اناج خرید رہے ہیں۔"

عائشہ نے بوری کی طرف دیکھ کر کہا، "مگر یہ تو پچھلے موسم کا چاول ہے۔"

تاجر نے بے نیازی سے جواب دیا، "بازار صرف آج کی فصل نہیں دیکھتا، آنے والے موسم کا خوف بھی قیمت میں شامل کر لیتا ہے۔"

عائشہ نے پلیٹ کی قیمت بڑھانے کے بجائے چاول کی مقدار کم کر دی۔ پھر دال بھی مہنگی ہوگئی۔ مزدور شکایت کرنے لگے۔

"باجی، آج پلیٹ پہلے سے چھوٹی ہے۔"

وہ سمجھاتی، "قیمت تو وہی رکھی ہے۔"

ایک مزدور نے ہنسنے کی کوشش کی۔ "مگر بھوک بھی تو وہی ہے۔"

عائشہ کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا۔

اسی شہر کی بندرگاہ پر یوسف مال بردار جہازوں کے کاغذات تیار کرتا تھا۔ ایک روز اسے اطلاع ملی کہ اناج کی ایک کھیپ مقررہ وقت پر نہیں پہنچے گی۔ برآمد کنندہ نے سامان کا کچھ حصہ دوسری منڈی کی طرف بھیج دیا تھا، جہاں اسے بہتر قیمت مل رہی تھی۔

یوسف نے جہاز کی فہرست دیکھی۔ اس میں وہی چاول درج تھا جس کی قیمت شہر میں تیزی سے بڑھ رہی تھی۔

اس نے اپنے ساتھی سے کہا، "کھیت کہیں اور سوکھتا ہے، مگر اثر یہاں تک پہنچ جاتا ہے۔"

ساتھی نے جواب دیا، "قحط سفر نہیں کرتا، اس کی قیمت سفر کرتی ہے۔"

ادھر راجو کی پیداوار آدھی سے بھی کم رہی۔ قرض دینے والے نے رقم کے بدلے اس کی موٹر سائیکل مانگ لی۔ میرا نے اپنے زیور کی آخری جوڑی نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔

راجو نے زیور واپس اس کی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ "اس سے ایک موسم گزر جائے گا۔ اگلے سال پھر یہی ہوا تو کیا بیچیں گے؟"

گاؤں کی بیٹھک میں کچھ کسان امداد کا انتظار کرنے کے حق میں تھے، جبکہ بعض شہر جا کر مزدوری کرنے کا سوچ رہے تھے۔ ایک نوجوان زرعی کارکن نے تجویز دی کہ وہ پوری زمین پر ایک ہی فصل اگانے کے بجائے کم پانی مانگنے والی دالیں اور موٹے اناج بھی آزمائیں۔ اس نے اجتماعی ذخیرے اور منڈی کی بروقت معلومات کی اہمیت بھی بیان کی۔

راجو نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا، "یہ سب باتیں بارش تو نہیں لا سکتیں۔"

نوجوان نے جواب دیا، "بارش نہیں لا سکتیں، لیکن کم بارش کو مکمل تباہی بننے سے شاید روک سکیں۔"

یہ جملہ راجو کے ذہن میں رہ گیا۔

اگلے موسم میں اس نے پوری زمین پر چاول نہ لگایا۔ ایک حصے میں باجرہ، دوسرے میں دال اور باقی پر کم مدت میں تیار ہونے والی فصل کاشت کی۔ گاؤں کے چند کسانوں نے مل کر اناج رکھنے کے لیے ایک چھوٹا گودام بھی بنا لیا، تاکہ فصل کٹتے ہی کم قیمت پر بیچنے پر مجبور نہ ہوں۔

اس سال بھی بارش نے پورا ساتھ نہ دیا، مگر فصلوں میں تنوع کے باعث راجو کی ساری امید ایک ہی کھیت کے ساتھ برباد نہیں ہوئی۔

کچھ عرصے بعد عائشہ کے شہر میں اناج کی نئی کھیپ پہنچی۔ قیمتیں تھوڑی کم ہوئیں تو اس نے پلیٹ میں چاول کی مقدار پھر بڑھا دی۔

ایک مزدور نے خوش ہو کر کہا، "آج تو پرانی پلیٹ واپس آگئی۔"

عائشہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، "شاید کہیں فصل سنبھل گئی ہے۔"

اسی روز یوسف نے بندرگاہ کے کاغذات میں کھیپ کا مقام روانگی دیکھا۔ اسے پھر وہ دور دراز کھیت یاد آئے جنہیں اس نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

ادھر راجو اپنی نئی فصل کی بالیاں ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ آسمان اب بھی قابل بھروسا نہیں تھا، مگر اس بار اس کی پوری امید ایک فصل اور ایک ہی بارش سے وابستہ نہیں تھی۔

وہ جان چکا تھا کہ ایک کھیت کی پیاس صرف کسان کے گھر تک محدود نہیں رہتی۔

اس کی بازگشت منڈیوں، بندرگاہوں، باورچی خانوں اور ان لوگوں کی پلیٹوں تک پہنچتی ہے جو شاید اس کھیت کا نام بھی نہ جانتے ہوں۔

ماخذی نوٹ

یہ کہانی World Bank کی رپورٹ "Continental Drying: A Threat to Our Common Future" میں بیان کردہ شواہد، مشاہدات اور بنیادی نکات سے اخذ کی گئی ہے۔ اس کا مقصد رپورٹ میں پیش کیے گئے مسائل کو عام قارئین کے لیے ایک بیانیہ انداز میں پیش کرنا ہے۔

کہانی رپورٹ کے اس ماڈل شدہ تجزیے سے متاثر ہے کہ بھارت میں بارش کی نمایاں کمی صرف زرعی پیداوار تک محدود نہیں رہتی، بلکہ باہم مربوط تجارتی نظام، خوراک کی قیمتوں اور مختلف ممالک کی حقیقی آمدن کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔

فصلوں میں تنوع، بہتر ذخیرہ، منڈی تک رسائی اور مالی و معاشی سہولتیں خشک سالی کے اثرات کو کم کرنے اور غذائی تحفظ بہتر بنانے میں مدد دیتی ہیں۔ اس کہانی کے تمام کردار، مقامات اور واقعات مکمل طور پر فرضی ہیں۔

www.civicframes.org
www.manarapolicy.com